ھدایت القرآن (۳۴)

مولانا محمد تقی امینی

اُمّتِ مسلمہ کی عالمی قیادت کے لیے چند بنیادی انتظامات

(۹) حلال وپاکیزہ چیزوں کے کھانے کا حکم

اللہ کی ہدایت میں غذا کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی بنا پر توحید وشرک کے بعد اس کا ذکر ہے۔ غذا جس قدر حلال وپاکیزہ ہوتی ہے اسی قدر انسان کے گوشت وخون اور اس کے فکر وعمل میں صفائی وستھرائی پیدا ہوتی ہے اور جس قدر غذا حرام وگندی ہوتی ہے اسی قدر گوشت وخون اور فکر وعمل میں کدورت وخرابی پیدا ہوتی ہے۔ قرآن وحدیث میں مختلف انداز سے حلال وپاکیزہ غذا کی طرف رغبت دلائی گئی ہے اور حرام وگندی غذا سے نفرت دلائی گئی ہے۔ چنانچہ نیچے کی آیتوں میں گوشت وخون اور فکر وعمل ہر ایک میں خرابی وکدورت سرایت کر جانے کا ذکر ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّمَا
يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْۗءِ وَالْفَحْشَاۗءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَي اللّٰهِ مَا لَا
تَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا
بَلْ نَتَّبِــعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاۗؤُھُمْ
لَا يَعْقِلُوْنَ شَـيْــًٔـا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَاۗءً وَّنِدَاۗءً ۭ
صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۱۶۸-۱۷۱)

اے لوگو! زمین میں جو حلال وپاکیزہ چیزیں ہیں ان میں سے کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تو تمہیں ہر قسم کی برائی اور بے حیائی کا حکم دیگا اور اللہ کے ذمہ ایسی باتیں لگانے کو کہیگا جس کا تمہیں علم

نہیں ہے[1] اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس حکم کی پیروی کرو جو اللہ نے اتارا ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس بات کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ سمجھتے نہ ہوں اور اگرچہ وہ سیدھی راہ پر نہ ہوں![2] ان کافروں کی حالت بالکل اُن جانوروں جیسی ہے جن کو چرواہا پکارتا ہے اور وہ آواز و پکار کے علاوہ کچھ نہیں سنتے ہیں۔ وہ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، کچھ نہیں سمجھتے ہیں[3]

---

[1] یہ بات تمام انسانوں سے کہی جارہی ہے۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ وہ خود اور اس کی نسل صاف ستھری ہو، جبکہ حرام و گندی غذا سے نہ صرف کھانے والے پر اس کا اثر پڑتا ہے بلکہ اس کی نسل بھی محفوظ نہیں رہتی ہے۔

حلال و پاکیزہ وہ چیزیں ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہوا اور جائز طریقہ سے وہ حاصل بھی کی گئی ہوں۔ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے، وہ کھانے پینے کی چیزوں میں ہزار طرح سے ملاوٹ کر دیتا ہے، بہت سی حرام چیزوں کو حلال اور حلال کو حرام بنا دیتا ہے۔ اسی طرح حلال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کرا کے اس کو گندی کر دیتا ہے اور انسان شیطان کی چالبازیوں سے واقف نہیں ہو پاتا ہے۔ بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان شیطان کی چالبازیوں کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر ان کو مقدس اور پاک جاننے لگتا ہے۔

حرام و گندی چیزوں کو استعمال کرنے کے نقصانات چونکہ صرف اخلاقی و روحانی نہیں ہوتے ہیں، بلکہ جسمانی و مادی بھی ہوتے ہیں، اسی طرح یہ نقصانات صرف استعمال کرنے والے کی ذات تک نہیں رہتے ہیں بلکہ اس کی آل اولاد اور نسل تک میں سرایت کرتے ہیں، اس بنا پر شیطان کی توجہ حرام کو حلال بتانے اور گندی کو پاکیزہ دکھانے میں زیادہ صرف ہوتی ہے اور غالباً قرآن مجید میں "سُوءٌ اور فَحشاء" کے دو لفظ اسی لیے لائے گئے ہیں تاکہ یہ دونوں ہر قسم کے نقصان کو سمیٹ لیں۔ قرآن میں لفظ "سُوء" کا استعمال جس طرح اخلاقی و روحانی بیماری کے لیے ہوتا ہے اسی طرح جسمانی بیماری و مادی نقصان کے لیے بھی ہوا ہے، جبکہ "فحشاء" کا استعمال بڑی بڑی اخلاقی و روحانی بیماریوں کے لیے ہوتا ہے۔ یہ دونوں لفظ حرام و گندی چیزوں کے استعمال کرنے کے

نقصانات بیان کرنے میں نہایت جامع ہیں ۔ انسان کا حرام وگندی غذا پر لگنا ہی شیطان کی برائیوں اور بےحیائیوں کی طرف دعوت قبول کرنا اور اپنے نقصان پر آمادہ ہونا ہے، خواہ یہ نقصان جسمانی و روحانی ہو یا اخلاقی و مادی ہو۔ یہ نقصان عام لوگوں کو اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن ان کی نظر سے دور نہیں ہے جو حرام اور گندی غذا سے پلے ہوئے گوشت وخون کی ریسیرچ وتحقیق کرتے ہیں اور ان کو کھانے والے کی ذات ہی میں نہیں بلکہ اس کی آل اولاد اور نسل تک میں نقصان دکھائی دیتے ہیں۔

٢ـ شیطان کبھی تو دل میں بات ڈال کر راہ راست گمراہ کرتا ہے اور کبھی گمراہی وغلط کام پر لگانے کے لیے باپ دادا کو استعمال کرتا ہے یعنی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں خاندانی رسم ورواج اور شرک وبدعت کی باتوں کی پیروی کراتا ہے اور سب سے بڑی سند یہ ہوتی ہے کہ خاندان میں یہی ہوتا آیا ہے، باپ دادا یہی کرتے آئے ہیں ۔ اگر یہ باتیں غلط اور گمراہی کی ہوتیں تو یہ لوگ کیوں کرتے ؟ قرآن نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ باپ دادا سمجھ بوجھ نہ رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت ورہنمائی ان کے سامنے نہ ہو جب بھی یہ لوگ ان کی پیروی کریں گے ؟ یعنی کسی کی پیروی کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے (١) سمجھ بوجھ اور (٢) ہدایت ورہنمائی۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں ہیں تو پھر کس بنیاد پر انکی پیروی کی جائے گی ؟

یہ عجیب بات ہے کہ دین کی باتوں ہی میں باپ دادا کی پیروی کی جاتی ہے، دنیا کی باتوں میں نہیں ! جس عقل سے دنیا دی معاملات میں کام لیا جاتا ہے دین کی باتوں میں وہ عقل استعمال نہیں ہوتی ہے۔ ایسا بہت دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص دنیا کے کاموں میں بہت ہوشیار ہوتا ہے لیکن دین کے کاموں میں عقل کا استعمال گناہ سمجھتا اور بغیر سمجھ بوجھ پچھلوں کی نقل کرتا رہتا ہے۔ ایسی حالت میں ہر ایک کی پیروی کیسے درست ہوسکتی ہے ؟ پیروی اسی کی درست ہوگی جس کے پاس سمجھ بوجھ بھی ہو اور ہدایت ورہنمائی بھی ہو۔ اگر دونوں میں سے ایک بھی نہ ہو تو وہ اس قابل نہ ہوگا کہ اس کی پیروی کی جائے ۔

٣ـ یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو سمجھ بوجھ اور ہدایت ورہنمائی دونوں سے بالکلیہ خالی ہوتے ہیں۔ گراوٹ وپستی کی ایک حالت یہ بھی ہے جس میں حق بات سننے، سمجھنے اور قبول کرنے کی ساری صلاحیتیں بیکار ہوتی ہیں۔ پھر بھی شیطان ایسے لوگوں کی پیروی کی طرف بلاتا ہے اور ان کے کام اور بات کو سند کا

درجہ دیتا ہے۔ اس مثال سے جس طرح گراوٹ و پستی کی انتہا ظاہر ہوتی ہے اسی طرح گمراہ کرنے میں شیطان کی انتہائی ذلت و کمینگی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۰) اہلِ ایمان کو خاص طور سے حکم

وہی بات جو اوپر تمام انسانوں سے کہی گئی تھی کہ حرام و گندی غذا سے پرہیز کریں، اب خاص طور سے اہلِ ایمان سے کہی جا رہی ہے۔ اس وجہ سے کہ اہل ایمان اس نقصان میں تو تمام انسانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن ان کے لیے ایک اور نقصان بھی ہے اور وہ یہ کہ حرام و گندی غذا سے وہ رشتہ اپنا اثر کھو دیتا ہے جو ایمان کے ذریعہ اللہ اور بندہ کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ان دو روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سے تعلق جوڑنے اور اس کو برقرار رکھنے میں حلال و پاکیزہ غذا کو کس قدر اہمیت حاصل ہے!

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نہایت دُور دراز کے سفر پر ہے، پریشان حال اور غبار آلود ہے (جس کی حالت سے انتہائی بے کسی و بے بسی ظاہر ہوتی ہے)۔ ایسی حالت میں وہ دعا کرتا ہے لیکن اس کا کھانا پینا اور لباس سب حرام کا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

(۲) سعدؓ ابن ابی وقاص نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا فرمادیں کہ میری دعا قبول ہونے لگے۔ جواب میں آپ نے فرمایا کہ حلال و پاکیزہ غذا کی پابندی کرو، خود بخود دعا قبول ہونے لگے گی۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ○ (البقرۃ: ۱۷۲)

اے ایمان والو۔ جو ہم نے تمھیں پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے کھاؤ اور تم اللہ ہی کا شکر کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو[۱]

[۱] اہل ایمان کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ جب ان کے ایمان میں مضبوطی نہیں رہتی ہے تو عبادت تو اللہ کی کرتے ہیں لیکن جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے عطا کی ہیں انکے لیے ولیوں اور بزرگوں یا دوسروں کے ایسے شکر گزار

بنتے ہیں جیسے یہ چیزیں انہوں ہی نے دی ہوں۔ آیت میں اسی کمزوری کی اصلاح ہے کہ عبادت کے لائق وہی ہوتا ہے جو سب کچھ دیتا ہے۔ عبادت کسی کی اور شکرگزاری کسی اور کی، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان دل میں مضبوط نہیں ہے، جس کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱۱) حرام کے بارے میں گمراہ قوموں کا دردناک رویّہ اور ان کا انجام

جو قومیں گمراہ ہوتی ہیں یا ذلیل و پست ہو جاتی ہیں حرام چیزوں کے بارے میں انکار رویہ نہایت دردناک ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں کے حرام ہونے میں اللہ کی شریعت اور کتاب نے کبھی اختلاف نہیں کیا ان تک کی حرمت کو چھپا لیتی ہیں اور اپنی خواہش و مرضی کے مطابق حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیتی ہیں۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰۗىِٕكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ښ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَي النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتٰبِ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝ (البقرة : ۱۷۳ - ۱۷۶)

اللہ نے تو صرف یہ چیزیں تمہارے اوپر حرام کی ہیں۔ مردار، خون اور سور کا گوشت[۱] اور وہ چیزیں بھی حرام کی ہیں جو اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نامزد کی گئی ہوں[۲] البتہ جو شخص لاچار ہو جائے تو اس کو ان حرام چیزوں کے کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے، اللہ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سرکشی کرنے والا اور حد سے بڑھنے والا نہ ہو[۳] بیشک جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب میں سے چھپا

لیتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی قیمت لیتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں! اور اللہ قیامت کے دن ان سے نہ بات کرے گا اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اختیار کی اور بخشش کے بدلے عذاب خریدا یہ لوگ دوزخ کی آگ پر کس قدر زیادہ صبر کرنے والے ہیں ؟ یہ اس وجہ سے کہ اللہ نے سچائی کے ساتھ کتاب اتاری اور بیشک جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا تو وہ ضد میں بہت دور جا پڑے ہیں

لہ یہاں نہ حرام چیزوں کو گنانا مقصود ہے اور نہ انکی تفصیل بیان کرنا مقصود ہے چند حرام چیزیں بنا کر یہ دکھانا ہے کہ گمراہ اور پست قومیں کھانے پینے کی چیزوں میں بھی یہاں تک آزاد ہو جاتی ہیں کہ جن چیزوں کے حرام ہونے میں کسی شریعت اور کتاب نے اختلاف نہیں کیا ان کے حرام ہونے کو بھی ان کے علماء و پیشوا چھپا لیتے ہیں اور ان کو بھی حلال بنا لیتے ہیں اس طرح کتاب و شریعت کہنے کو تو باقی رہتی ہے لیکن اس پر عمل درآمد سے بچنے کے لیے ہزار قسم کی تدبیریں نکال لی جاتی ہیں اور حیلے بہانے تلاش کر لیے جاتے ہیں۔

لہ کسی بزرگ، پیغمبر، ولی یا بت کے نام پر کسی جانور کو ذبح کر دیا جائے یعنی انکی نزدیکی حاصل کرنے اور انکو راضی و خوش کرنے کے لیے جانور کو یا کسی اور چیز کو انکی نذر کر دیا جائے وہ بھی شریعت میں حرام ہے اگرچہ جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے اس سے اس کے حرام ہونے میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔

سہ لاچار و مجبور کو جان بچانے کے لیے حرام چیزوں کو کھانے کی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ واقعی اس کی جان جا رہی ہو کسی قسم کی بناوٹ اور شرارت نہ ہو پھر اسی مقدار میں کھائے جس مقدار سے جان بچ جائے اس سے زیادہ نہ کھائے۔

لہ دین بیچنے کے بدلہ میں جو دنیا آتی ہے وہ نقصان کے لحاظ سے گویا آگ ہے جو پیٹ میں جا رہی ہے اور سچائی کو قبول کرنے کی قوتوں اور صلاحیتوں کو جلا رہی ہے۔ ایسا شخص اللہ کی تمام عنایتوں اور مہربانیوں سے محروم ہو جاتا ہے جو اللہ کے عام و خاص بندوں کے ساتھ ہوتی ہیں یہ سب کچھ اللہ کی سچی کتاب میں اختلاف کرنے اور اس پر عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی وجہ سے ہے۔